ڈاکٹر الفت جان
زنانہ کالج مولانا آزاد روڈ سرینگر

غنی کشمیری اور ان کی شہرت دوام

خدا نے اپنے فضل و کرم، اپنے دست قدرت اور وفور رحمت سے کشمیر کو بے حد حسن و جمال سے نوازا ہے۔ یہ وادیٔ گلپوش اپنے قدرتی نظاروں، مختلف رنگوں کے فلک بوس کوہساروں، تابان برفانی چوٹیوں، سر سبز جنگلوں، مختلف النوع پھلوں اور رنگ برنگ پھولوں، ترنم ریز آبشاروں اور شور مچاتی ندیوں کی وجہ سے تمام دنیا میں واقعی جنت کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ جس کو دیکھ کر انسان خود بخود کہہ اٹھتا ہے۔

اگر فردوس بروی زمین است
ہمیں است وہمیں است وہمیں است

یہی وجہ ہے کہ قدیم زمانے سے یہاں مختلف قومیں آئیں اور یہاں بود و باش اختیار کی کشمیر میں فارسی زبان دین اسلام کی بنیاد پڑنے کے ساتھ ہی آئی۔ مغلوں کے عہد حکومت میں فارسی زبان و ادب کی ترویج میں جو نمایاں کارنامے انجام دئے وہ سنہرے حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اس زمانے میں کشمیر کو علم و ادب کا گہوارہ بنانے میں جن شعراء، علماء اور ادباء کی مستحسن کوششیں ذمہ دار ہیں۔ ان میں غنی کشمیری کی شخصیت اور شاعری ایک نمایاں اور تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔

غنی کا نام طاہر اور تخلص پہلے طاہر اور پھر غنی کرتے تھے۔ غنی کے والد کو کشمیر کے ایک روحانی بزرگ خواجہ محمد طاہر رفیق[1] کی ذات گرامی سے گہری عقیدت تھی۔ ان ہی کی نسبت انہوں نے غنی کا نام طاہر رکھا۔ غنی کی پیدائش راجوری کدل سرینگر میں ہوئی[2]

Scanned with CamScanner

ان کی تاریخ تولد کے بارے میں کسی بھی تذکرہ میں ذکر نہیں ملتا ہے۔'' واقعات کشمیر '' کے حاشیہ پر غنی کی تاریخ پیدائش ۱۰۴۰ھ مطابق ۱۶۳۰ء درج ہے لیکن یہ کوئی مستند اطلاع نہیں ہے۔ ڈاکٹر گردھاری لعل تیکو نے بھی ان کی تاریخ تولد ۱۶۳۰ء متعین کی ہے۳ صائب تبریزی ظفر خان احسن کے عہد حکومت میں (۱۰۴۲ھ سے ۱۰۵۱ھ) میں کشمیر وارد ہوئے تھے۔

موی میان تو شدہ ''کرالہ ین''

کرد جدا کا سہ سر ہا زتن

صائب کشمیر کے اس نامور شاعر سے بے حد متاثر ہوئے۔ بہرحال صائب کے کشمیر میں آنے کے پس پردہ کیا وجوہات تھے اس سے قطع نظر اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ غنی کی شاعری اس وقت اس قدر پختہ ہو چکی تھی کہ ایران کا یہ شاعر اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے۔

تمام تذکرہ نگاروں نے غنی کے نام کے آگے ملا لکھا ہے جو اس بات کی دلیل واضح ہے کہ انہوں نے زمانے کے مروجہ تمام علوم وفنون میں دستگاہ حاصل کر کے اپنے آپ کو مولانا کہلانے کے لائق بنایا تھا۔ غنی نے یہ مروجہ علوم قطب الدین پورہ سرینگر کے مدرسہ قطبیہ میں حاصل کئے جس کی بنیاد سلطان قطب الدین شہمیری نے ڈالی تھی۔ اس مدرسہ میں ملا محسن فانی ۴ ملا جوہر ناتھ ۵ اور ملا عبدالستار ۶ جیسے عالم و فاضل اساتذہ درس و تدریس میں مشغول تھے غنی کے شاگرد مسلم کا کہنا ہے کہ غنی نے ظاہری علوم کے علاوہ باطنی تربیت بھی ملا محسن فانی سے پائی تھی۔ مسلم رقمطراز ہے:

'' درین کمالات بجناب فال ماب عارف حقانی سالک سغدانی حضرت شیخ محسن فانی دامت علی سائر المسلمین فیوضانہ انتساب داشت۔ خود را لطنای فی الشیخ فی الکاشت'' ۷

تذکرہ نصر آبادی کے مولف نے غنی کے استادوں میں مقانی کشمیری ۸ کو بھی شامل کیا ہے۔

غنی کی زندگی کے بہت سے اہم گوشے پردہ اخفی میں ہیں۔ لیکن ان

کے کلام سے ان کی زندگی کے بعض پہلوؤں پر روشنی پڑتی ہے۔ ان کی زندگی آلام و مصائب میں گذری ہے۔ بچپن سے ہی کشمکش اور تکالیف کا عذاب اور مصیبتیں دیکھنا پڑیں۔ وہ کہتے ہیں۔

چشم تا وا کردہ ام بر خاک غم افتادہ ام
۵، چو طفل اشک در ایام ماتم زادہ ام

غنی نے درس و تدریس کا مشغلہ اختیار کیا تھا۔ اس شعر میں غنی اس کی طرف واضح اشارہ کرتے ہیں۔

بسر بردم غنی ہر چند عمر خود مکتب ہا
نیاوردم ز خط سرنوشت خویش سر بیرون

غنی کو علم طب میں بھی مہارت حاصل تھی۔ کیا غنی نے طبابت بطور پیشہ اختیار کر لیا تھا۔ اس کے بارے میں کسی تذکرہ میں وضاحت نہیں ملتی البتہ ان کے اشعار سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ غنی سے دوائی لیتے تھے۔ اس حقیقت کی نقاب کشائی اس شعر سے ہوتی ہے۔

جو نہید دوای درد از من دگران
لیکن الم من نیذ بر د درمان

غنی کی نظروں میں دنیاوی جاہ و حشم، دولت و ثروت اور عزت و ناموس کی کوئی حقیقت نہیں وہ صرف انسانیت اور انسان دوستی کے علمبردار تھے۔
غنی کی تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ محمد علی ماہر نے غنی کی تاریخ وفات ۱۰۷۹ھ/۱۵۹۰ء بتائی ہے ۹۔ غنی کے شاگرد نے بھی غنی کی تاریخ وصال ۱۰۷۹ھ بتائی ہے اور تاریخ وفات یوں درست کی ہے۔

از فوت غنی گشت کہ و مہ غمگین
ہر کس شدہ در ماتم او خانہ نشین
تاریخ وفاتش از پیر سند بگو
"پنہان شدہ گنج ہنر زیر زمین" ۱۰

Scanned with CamScanner

خواجہ اعظم نے ان کی تاریخ وفات ۱۰۸۳ھ بتائی ہے۔!!
غنی نہ صرف کشمیر کے بلند پایہ شعرا میں شمار ہوتے ہیں بلکہ ہندوستان کے عظیم شعرا کی صف میں کھڑے ہیں۔ ان کی استادانہ مہارت اور فن شاعری کا اعتراف اصل زبان ایرانیوں نے بھی کیا ہے۔ ان کی شہرت ان کی حیات میں ہی کشمیر سے باہر ہندوستان، افغانستان اور ایران میں پھیل چکی تھی۔ غنی کی شاعرانہ عظمت اور ان کے بلند افکار کا اعتراف اکثر تذکرہ نگاروں نے کیا ہے۔ ان کے معاصر شعرا میں سے صائب، طاہر وحید، شارب کشمیری اور متاخرین میں بیدل دھلوی ان کی شاعری سے بیحد متاثر تھے۔
عصر حاضر کے جدید مفکر اور شاعر علامہ اقبال غنی کو فقر طبیعت اور شاعر رنگین نوا کے خطاب سے یاد کرتے ہیں ۔

شاعر رنگین نوا طاہر غنی
فقر او باطن غنی ظاہر غنی !۲

صائب تبریزی جو غنی کی شاعری سے پہلے ہی متاثر تھے، وہ ظفر خان کے دور حکومت میں جب کشمیر آئے تھے اپنے کشمیر میں قیام کے دوران غنی سے ان کی ملاقاتیں ہوتی تھیں چنانچہ صائب نے غنی کا یہ شعر سنا تو بے اختیار کہہ دیا کہ اس شعر کے عوض اپنا سارا دیوان غنی کو دینے کے لئے تیار ہوں ۔

حسن سبزی بخط سبز مرا کرد اسیر
دام ہمرنگ زمین بود کہ گرفتار شدم

صائب کے علاوہ ملک الشعرا کلیم، سلیم اور میر الٰہی غنی کے ساتھ ادبی محفلوں میں شامل ہوتے تھے غنی نے سلیم اور کلیم کی تاریخ وفات بھی درست کی ہیں۔
اورنگ زیب بادشاہ بھی غنی کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ یہاں پر مرزا طاہر کا بیان کیا ہوا واقعہ دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اورنگ زیب نے کشمیر کے گورنر سیف خان کو غنی کو دربار میں بھیجنے کا حکم صادر کیا۔ سیف خان نے غنی کو بلا کر حکم سنایا۔ غنی نے سیف خان سے کہا کہ کہو کہ غنی دیوانہ ہے۔ سیف خان متعجب ہوا اور کہا کہ باہوش شاعر کو دیوانہ کیسے لکھوں۔ اس پر غنی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور دیوانگی کے عالم میں

Scanned with CamScanner

باہر نکلا۔ اس واقعہ کے تین دن بعد غنی نے رحلت پائی۔۱۳؎

کشمیر کا یہ مایہ ناز شاعر جس کی شہرت تمام دنیائے فارسی میں پھیلی ہوئی ہے ایک قومی اثاثے کی حیثیت سے کشمیری قوم خراج تحسین کے طور پر زیادہ نہیں کر پائی ہے اگر چہ باشعور لوگوں نے کچھ قابل ستائش اقدامات اس بارے میں اٹھائے ہیں مثلاً دانشگاہ کشمیر میں ''غنی کشمیری ریسرچ ہوسٹل'' قائم کیا گیا ہے۔ شعبہ فارسی دانشگاہ کشمیر میں ایم. اے کے طلباؑ میں سے جو کوئی اول نمبر پر آتا ہے اس کو ایک سونے کا تمغہ دیا جاتا ہے جو ''غنی کشمیری گولڈ میڈل'' کے نام سے دیا جاتا ہے

راجوری کدل سرینگر میں غنی کشمیری سٹیڈیم تعمیر کیا گیا ہے. جہاں اس علاقے کے کھلاڑی مختلف کھیل کھیلتے ہیں. اس کے علاوہ اسی علاقے میں ایک مکان جو غنی کا رہائشی مکان بتایا جاتا تھا اس مکان کو حکومت جموں و کشمیر نے منہدم کر کے ایک نئی عمارت پرانے طرز پر بنائی ہے جو ابھی نامکمل ہے اس نئی عمارت کو ''غنی کشمیری میموریل لائبریری'' کا نام دیا گیا ہے اس پرانی عمارت کو منہدم کرنے کا تنازعہ کئی دنوں تک کشمیر کے اخبارات میں چھپتا رہا. ضرورت اس بات کی ہے کہ شہر سرینگر کے کسی کالج یا تعلیمی ادارے کو غنی کے نام پر رکھا جائے. جدید دور کے مواصلاتی نظام میں ایک ڈاکٹر صاحب نے غنی کشمیری پر ایک ویب سائٹ کھولی ہے اس ویب سائٹ کی تفصیل گریٹر کشمیر میں چھپتی رہتی ہے کشمیر یونیورسٹی میں بھی غنی پر کئی بار بین الاقوامی سمینار منعقد ہوئے ہیں۔

غنی کے آثار میں صرف ایک مختصر دیوان ملتا ہے جو دیوان کے مختلف کتب خانوں میں دستیاب ہے۔ دیوان غنی کئی مرتبہ شائع بھی ہو چکا ہے. ۱۹۳۱ء میں مطبع نول کشور سے چھپ چکا ہے۔ جموں و کشمیر اکیڈمی آف کلچر اینڈ لنگویجز میں پہلی مرتبہ محمد امین دراب کی ترتیب اور علی جواد زیدی کی تصحیح حواشی کے ساتھ ۱۹۶۴ء میں اور دوسری مرتبہ اس ایڈیشن کو محمد یوسف ٹینگ کے مقدمہ کے ساتھ ۱۹۸۴ء میں دوبارہ شائع ہو چکا ہے۔ احمد کرمی نے دیوان کو ۱۳۶۲ھ میں ایران میں چھپوایا ہے۔

تہران یونیورسٹی کے پروفیسر مجدی جو ۲۰۰۷ء میں کشمیر آئے تھے وہ بھی دیوان غنی

Scanned with CamScanner

کو چھاپنے والے تھے

پروفیسر ریاض احمد شیروانی نے فارسی میں غنی پر ایک کتاب لکھی ہے جو ۱۹۷۲ء میں کلچرل اکیڈیمی سرینگر میں چھپ چکی ہے۔ ڈاکٹر نیلوفر ناز نحوی نے بھی غنی پر اردو میں ایک کتاب "غنی کشمیری" چھاپی ہے۔۔۔

Scanned with CamScanner

حواشی

۱۔ شیخ محمد طاہر رفیق کے والد خواجہ ابراہیم اشائی بڑے تاجر تھے. طاہر رفیق نے بھی تجارت کا پیشہ اختیار کرلیا تھا. حضرت بہاؤالدین ذکریا ملتانی کے پوتے شیخ عبدالشکور سے روحانی فیض حاصل کیا. حضرت مخدوم حمزہؒ، حضرت شیخ یعقوب صرفیؒ، میر بابا دالی اور بابا ہردے ریشی کے ساتھ بھی روحانی تعلقات تھے۔ انہوں نے ۱۰۰۱ھ میں وفات پائی از اسرار الابرار (اردو ترجمہ) صفحہ ۳۰۶، اولیاء کشمیر، صفحات ۱۹۹، ۲۰۱

۲۔ تذکرہ الشعراء کشمیر جلد دوم صفحہ ۹۶۸ بحوالہ معارف.. اعظم گڑھ جون ۱۹۶۶ء

۳۔ پارسی سریان کشمیر.. صفحہ ۳۶.. از گردھاری لال تیکو

۴۔ ملا محمد محسن فانی شیخ یعقوب صرفی کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ مختلف علوم و فنون میں خاصی طور پر قرآن، تفسیر، فقہ، شعروادب، منطق اور فلسفے میں مہارت رکھتے تھے۔ شاہ جہان نے آپ کو الہ آباد کی صدارت پر فائز کیا تھا اور شہزادہ دارالشکوہ سے آپ کے قریبی تعلقات تھے۔ آپ نے ۱۰۸۲ھ میں وفات پائی۔ ایک دیوان، چار مثنویات اور ذبستان المذائب آپ کی تصنیفات ہیں۔

۵۔ ملا جوہر نانت باطنی علوم میں حضرت بابا داؤد خاکی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے حج کا فریضہ بھی انجام دیا تھا۔ حج کی واپسی پر درس و تدریس میں مصروف عمل ہوئے اور وفات کے بعد حول میں مدفون ہوئے۔ از تذکرۂ اولیاء کشمیر، صفحہ ۲۱۸

۶۔ ملا عبدالستار ملا محمد محسن فانی اور امان اللہ کے شاگرد تھے۔ بہت بلند پایہ تھے۔ درس و تدریس اور فتویٰ دیتے تھے۔ آ کر عمر کو عارف خان کے ساتھ دہلی گئے اور وہیں انتقال کیا۔ از.. تذکرۂ اولیاء کشمیر.. صفحہ ۴۳۵

۷۔ دیباچہ دیوان.. مطبوعہ جموں و کشمیر کلچرل اینڈ لنگو یجز اکیڈیمی سرینگر

۸۔ فضائی.... آں ہم کشمیریست، خوش طبعت و سخن شناست غنی کشمیری تعلیم از و دارد واز کشمیر بہ ہندوستان رفت گویا مراجعت کرد و درآنجاست، شعرش ایست ۔

Scanned with CamScanner

فتادہ ایم وتو فارغ ز دستگیری ما
بہیں جوانی خوداتم کن پیری ما
درراہ انتظار فضائی گریست خون
چندانکہ یار آمدو از خون ما گذاشت

از... تذکرہ نصر آبادی از میرزا محمد طاہر نصر آبادی... صفحہ ۴۴۸

۹۔ دیباچہ دیوان غنی.. از.. علی جواد زیدی... صفحہ ۴۶

۱۰۔ دیباچہ دیوان غنی... از... مسلم... صفحہ ۵۶

۱۱۔ واقعات کشمیر.. ورق.. ۱۲۶... ب... زیر نمبر

۱۲۔ کلیات اقبال..... صفحہ ۳۵۵.. با مقدمہ.. احمد سروش.. از.. انتشارات کتابخانہ سنائی

۱۳۔ تذکرہ نصر آبادی... صفحہ... ۴۲۵

Scanned with CamScanner